۲۔ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کی یہ تشریح پرویزیوں کا محض زکوٰۃ سے بچنے کا ایک بہانہ ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کسی بھی پرویزی کے متعلق تحقیق فرمالیجئے کہ کیا فی الواقعہ وہ "ضرورت سے زائد سب کچھ" دین کی راہ میں خرچ کر رہا ہے؟ کیا ان کے بینک بیلنس نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو یہ بینک بیلنس سب ضرورت سے زائد ہی ہوتے ہیں۔ یہی صورت دوسری جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کی ہے، جو اپنے ذاتی مصرف میں نہ ہو۔

۳۔ پرویزی حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ جب قرآنی حکومت قائم ہو گی تو پھر وہ اپنا ضرورت سے زائد مال اس حکومت کو ادا کیا کریں گے۔ یہ بات بمصداق "نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی" زکوٰۃ سے بچنے کا ایک زبردست حیلہ ہے۔ کیونکہ ان کی مجوزہ قرآنی حکومت ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک کہیں قائم نہیں ہوئی اور نہ آئندہ تا قیامت ایسی قرآنی حکومت کے قائم ہونے کا امکان ہے۔ خواہ ہزاروں پرویز پیدا ہوتے رہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات کسی وقت کمیونزم کو ہی قرآنی حکومت کا نام دے لیں۔ تو اس صورت میں "ضرورت سے زائد بھی اور ضرورت کے اندر بھی" یہ حکومت زبردستی ان سے چھین لے گی اور اپنی مرضی سے کچھ دینا دلانا ان کے اپنے بس میں نہ رہیگا۔

۴۔ ایتائے زکوٰۃ کے معاملہ میں پرویزی حضرات سخت تضاد کا شکار ہیں۔ ایک طرف تو ان کا موقف یہ ہے کہ زکوٰۃ کی کوئی شرح اسلام نے مقرر نہیں کی۔ بلکہ یہ ایک ٹیکس ہے۔ اور اسلامی حکومت اپنی ضرورت کے مطابق اس شرح میں کمی بیشی کر سکتی ہے۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی ضرورت سے زائد سب کچھ اسلامی حکومت کے حوالے کر دیں۔ اور تیسرا موقف یہ ہے کہ ایتائے زکوٰۃ کا حکم عام مسلمانوں کے لیے ہے ہی نہیں بلکہ یہ حکم قرآنی حکومت کے لیے ہے۔ یعنی جب عام مسلمان اپنا سب کچھ ضرورت سے زائد قرآنی حکومت کے حوالے کر دیں گے، تو قرآنی حکومت "ایتائے زکوٰۃ" پر عمل کرے۔ یعنی عوام کو سامانِ تربیت (یہی ان کے نزدیک زکوٰۃ کا معنی ہے) ——— روٹی، کپڑا اور مکان وغیرہ مہیا کرے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایتائے زکوٰۃ کا یہی مفہوم ہو، جو ان کا تیسرا اور آخری موقف ہے اور جسے قرآنی نظامِ ربوبیت میں تفصیل سے پیش کیا گیا ہے، تو